عاجزی و انکساری

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا

اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو پیدا کرنے کا فیصلہ کیا تو فرشتوں نے کہا کہ اے خدا ہم تیری حمد کرنے والے ہیں اور عبادت کرنے والے ہیں۔کیا تو ایک ایسی پیدائش کرنے والا ہے جو صرف فساد کرنے والی ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں بلکہ تم نہیں جانتے جو میں جانتا ہوں۔اس کہنے میں جو بات پوشیدہ تھی وہ یہی تھی کہ تم صرف یہ خیال کرتے ہو کہ انسان تکبر کرے گا اور اس کے نتیجہ میں فتنہ و فساد ہو گا مگر میرے بندے جو میری صحیح رنگ میں عبادت کرنے والے ہوں گے وہ ایسا کرنے والے نہ ہوں گے بلکہ وہ نہایت عاجزی کرنے والے ہوں گے۔آج اس بات کو پورا ہوتے ہوئے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ وہ لوگ جو محض للہ خدمات کرنے والے ہیں وہ نہایت عاجز اور منکسر المزاج ہیں جبکہ شیطان کے پیروکار تکبر و غرور کی اتھاہ گہرائیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔

خدا تعالیٰ اپنی سنتِ مستمرہ کے مطابق اپنے انبیاء دنیامیں بھیجتاہے اور وہ لوگوں کو خدا کا پیغام دیتے ہیں اور یہ کام نہایت عاجزی سے کرتے ہیں۔چنانچہ اس عاجزی کا سب سے بڑا ثبوت ان کی وہ دعائیں ہیں جو خدا تعالیٰ نے انہیں سکھائیں اور انہوں نے مختلف موقعوں پر کیں۔وہ تمام دنیاوی لحاظ سے کمزور تھے مگر اپنی عجز وانکساری کی صفت کی بناء پر جو خدا نے ان کو عطا کی تھی وہ تمام دنیا پر مقدرت رکھنے والے ہوگئے۔اور وہ سب خدا کی طرف جھکنے والے تھے اور یہی چیز انسان کو عاجزی میں بڑھانے والی ہوتی ہے۔حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

”جس قدر کوئی شخص خدا تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتا ہے اُسی قدر زیادہ منکسر المزاج ہوتا ہے“

(انوار العلوم جلد نمبر 13)

انبیاء کی عاجزی کا تو مقام تھا کہ وہ کسی قسم کی فضیلت کو قبول نہ کرتے تھے یہاں تک کہ تمام انبیاء کے سردار حضرت رسول کریم ﷺ نے بھی صحابہ سے فرمایا کہ” لا تفضلونی علی موسیٰ “کہ مجھے موسیٰ پر فضلیت نہ دو۔حالانکہ آپ تمام انبیاء سے بڑھ کر ہیں۔

قرآن کریم

عجز و انکساری اپنانے اور تکبر کو چھوڑنے کے متعلق قرآن کریم میں بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور انبیاء کے واقعات بھی بیان کئے گئے ہیں۔چند ایک آیات درج ذیل ہیں:۔

1۔ وعبادہ الرحمن الذین یمشون علی الارض ھوناً واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلٰما
(الفرقان :64)

اور رحمان کے بندے وہ ہیں و زمین میں فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں "سلام"

2۔ ولا تصعر خدک للناس ولاتمش فی الارض مرحا ان اللہ لایحب کل مختال فخور (لقمٰن :19)

اور (نخوت سے) انسانوں کے لئے اپنے گال نہ پھلا اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھر۔اللہ کسی تکبر کرنے والے (اور) فخر و مباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

3 انہ لایحب المستکبرین
(النحل :24)

یقینا وہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے لئے اس طرح تواضع اختیار کی۔یہ فرماتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے اپنی ہتھیلی کوزمین کے ساتھ لگا دیا۔اس کو میں اس طرح بلند کروں گا اور یہ فرماتے ہوئے آپ نے اپنی ہتھیلی کو آسمان کی طرف اونچا کرنا شروع کیا اور بہت بلند کر دیا یعنی جو عاجزی اختیار کرے اور زمین کے ساتھ لگ جائے اس کو خدا تعالیٰ خود بلند کرتا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل مسند العشر المبشرین بالجنۃ جلد 1 صفحہ 44مطبوعہ بیروت)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہر انسان کا سر دو زنجیروں میں ہے۔ایک زنجیر ساتویں آسمان تک جاتی ہے اور دوسری زنجیر ساتویں زمین تک جاتی ہے۔جب انسان تواضع یا عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زنجیر کے ذریعہ اسے ساتویں آسمان تک لے جاتا ہے اور جب وہ تکبّر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زنجیر کے ذریعہ اسے ساتویں زمین تک لے جاتا ہے۔انتہائی نیچے گرا دیتا ہے۔ (کنزالعمال حدیث 5745)

پھر ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں اپنا سر بلند کیا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کاٹ دے گا۔اور جس نے خدا کی خاطر دنیا میں تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف ایک فرشتہ بھجوائے گا جو اسے مجمع میں سے اپنی طرف کھینچ لے گااور کہے گا کہ اے صالح بندے اللہ تعالیٰ کہتا ہے میری طرف آ،میری طرف آ،کیونکہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن کو نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(کنزالعمال 5746)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اے عائشہ اے عائشہ !عاجزی اختیار کر کیونکہ اللہ تعالیٰ عاجزی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔اور تکبّر کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے۔

(کنزالعمال5734)

پھر حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تواضع انسان کو صرف بلندی میں ہی بڑھاتی ہے۔پس تواضع اختیار کرو۔اللہ تعالیٰ تمہیں رفعتیں عطا کرے گا۔

(کنزالعمال حدیث نمبر 5740)

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عاجزی اور انکساری کی وجہ سے عمدہ لباس ترک کیا حالانکہ وہ اس کی استطاعت رکھتا ہے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ اختیار دے گا کہ ایمان کی پوشاکوں میں سے جو پوشاک چاہے پہن لے۔

(ترمذی کتاب الصفۃ القیامۃ باب ما جاء فی صفۃ اوانی الحوض)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تواضع میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انسان اپنے بھائی کا جوٹھا پی لے۔اور جس نے اپنے بھائی کا جوٹھا پی لیا اللہ تعالیٰ اس کے ستّر درجے بڑھائے گا۔اس کے ستّر گناہ معاف کردے گا اور اس کے لئے ستّر نیکیاں لکھی جائیں گی۔

(کنزالعمال5748)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزت میں بڑھاتا ہے جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتاہے۔

(مسلم کتاب البر و الصلۃ باب استجاب العفو والتواضع)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہو گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں نہیں داخل ہونے دے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تکبر دراصل یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرے لوگوں کو ذلیل سمجھے ان کو حقارت کی نظر سے دیکھے اور ان سے بری طرح پیش آئے۔

(مسلم کتاب الایمان تحریم الکبر و بیانہ)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:۔

تکبر سے بچو کیونکہ تکبر نے ہی شیطان کو اس بات پر اکسایا کہ وہ آدم کو سجدہ نہ کرے۔ (بحوالہ قشیریہ باب الحسد صفحہ نمبر 79)

منکسر المزاج شخص کو بشارت

رسول کریم ﷺ ایک منکسر المزاج اور ایک امیر شخص کا موازنہ کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:۔

”دینار کا بندہ، درہم کا بندہ اور خوبصورت لباس کا بندہ ہلاک ہوگیا۔جسے کچھ دیا جائے تو راضی ، نہ دیا جائے تو ناراض۔ایسا شخص ہلاک ہوکر سر کے بل گرا۔اسے کانٹا بھی چبھے تو وہ اسے نکالنے کی طاقت نہیں رکھتا۔مبارک ہو ایک ایسے منکسر المزاج کو جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے، بال پراگندہ ہیں اور پاؤں غبار آلودہ۔ اگر حفاظت میں اس کی ڈیوٹی لگا دو تو اسی میں لگا رہے گا۔اگر اسے کہا جائے کہ لشکر کے پیچھے کہیں ڈیوٹی دے دو، تو وہاں رہے گا اور غیر معروف ایسا کہ وہ کسی سے ملاقات کی اجازت چاہے تو اس کو اجازت نہ ملے اور کہیں سفارش کرے تو سفارش قبول نہ ہو۔

(بخاری کتاب الجہاد والسیر باب الحراستہ فی الغزو)

ارشادات

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہوبلکہ انکسار،عاجزی،فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصہ ہے ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ میں یہ وصف تھا۔آپ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپؐ کا کیا معاملہ ہے۔اس نے کہا سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں۔اَللّٰھم صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔تو یہ ہے وہ نمونہ اعلیٰ اخلاق اور فروتنی کا اور یہ بھی سچ ہے کہ زیادہ تر عزیزوں میں خدام ہوتے ہیں جو ہر وقت گردو پیش حاضر رہتے ہیں۔فرمایا اس لئے اگر کسی کے انکسار اور فروتنی اور تحمل اور برداشت کا نمونہ دیکھنا ہو تو ان سے معلوم ہو سکتا ہے۔بعض مرد یا عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خدمت گار سے ذرا کوئی کام بگڑا،مثلاً چائے میں نقص ہو اتو جھٹ گالیاں دینی شروع کر دیں یا تازیانہ لے کر مارنا شروع کردیا اور ذرا شوربے میں نمک زیادہ ہو گیا تو بس بیچارے خدمتگاروں پر آفت آئی۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 437،348 الحکم 10/نومبر 1905ئ)

''انسان جو ایک عاجز مخلوق ہے اپنے تئیں شامت اعمال سے بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے۔کبر اور رعونت اس میں آجاتی ہے۔اللہ کی راہ میں جب تک انسان اپنے آپ کو سب سے چھوٹا نہ سمجھے چھٹکار انہیں پا سکتا۔کبیر نے سچ کہا ہے۔

بھلا ہوا ہم نیچ بھئے ہر کو کیا سلام

جے ہوتے گھر اونچ کے ملتا کہاں بھگوان

یعنی اللہ تعالیٰ کا شکرہے کہ ہم چھوٹے گھر میں پیدا ہوئے۔اگرعالی خاندان میں پیدا ہوتے تو خدا نہ ملتا۔جب لوگ اپنی اعلیٰ ذات پر فخر کرتے تو کبیر اپنی کم ذاتِ بافندہ پر نظر کر کے شکر کرتا۔پس انسان کو چاہئے کہ ہر دم اپنے آپ کو دیکھے کہ میں کیسا ہیچ ہوں۔میری کیا ہستی ہے۔ہر ایک انسان خواہ کتنا ہی عالی نسب ہو مگر جب وہ اپنے آپ کو دیکھے گا بہر نہج وہ کسی نہ کسی پہلو میں بشرطیکہ آنکھیں رکھتا ہو تمام کائنات سے اپنے آپ کو ضرور بالضرور ناقابل و ہیچ جان لے گا۔انسان جب تک ایک غریب و بیکس بڑھیا کے ساتھ وہ اخلاق نہ برتے جوایک اعلیٰ نسب عالی جاہ انسان کے ساتھ برتتا ہے یا برتنے چاہئیں اور ہر ایک طرح کے غرور و رعونت وکبر سے اپنے آپ کو نہ بچاوے وہ ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ314،315 الحکم 31 مئی 1903ئ)

اسی طرح فرماتے ہیں کہ:۔

''پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اورلا شئ سمجھے اور آستانہ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے اور اس نورِ معرفت کو مانگے جو جذباتِ نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشئ سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اتریں گے۔جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر 213)

”خد اتعالیٰ کے تمام وعدے بھی خواہ تمہارے ساتھ ہوں مگر تم تب بھی فروتنی کرو کیونکہ فروتنی کرنے والا ہی خدا تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ نمبر 548)

”تکبر بہت خطرناک بیماری ہے جس انسان میں یہ پیدا ہو جاوے اس کے لئے روحانی موت ہے۔میں یقینا جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔متکبر شیطان کا بھائی ہو جا تاہے اس لئے کہ تکبر ہی نے شیطان کوذلیل و خوار کیا۔اس لئے مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبرنہ ہو بلکہ انکساری ، عاجزی، فروتنی اس میں پائے جائے۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر 437)

متکبر کون

”میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو! کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔مگرتم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتاہوں۔ ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتاہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنر مند ہے۔وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سر چشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتاہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایساہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتاہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ وہ جاہ و حشمت خدانے ہی اس کو دی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ایساہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتاہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پرنازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتاہے اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتاہے وہ بھی متکبر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سر چشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا۔سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ایک ایسا شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا۔ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتاہے اس نے تکبر سے حصہ لیاہے۔ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتاہے اس

نے بھی تکبر سے حصہ لیا۔ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھہ اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا او ر وہ جو خداکے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خد اکے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا۔سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ تاتم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔خداکی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو اور جس قدر دنیا میں کسی سے ڈر سکتاہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکن اور بے شر تا تم پر رحم ہو۔" (نزول المسیح روحانی خزائن جلد نمبر 18صفحہ نمبر 402،403)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:۔

"ابی واستکبر وکان من الکافرین اس سے صاف ظاہر ہے کہ اول انکار اور کبر ہی ایک ایسی شے ہے جو کہ فیضان الٰہی کو روک دیتی ہے۔طاعون کے گزشتہ دورہ میں جو الہام حضرت اقدس کو ہوا اس میں بھی ایک شرط لگی ہوئی تھی "انی احافظ کل من فی الدار الاالذین علوا بالاستکبار" کبر تزکیہ نفس کی ضد ہے دونوں چیزیں ایک جاہ جمع نہیں ہو سکتیں۔" (حقائق الفرقان جلد اول صفحہ نمبر 138)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

"وہ عبادالرحمن جنہوں نے دنیا میں انکسار اور عدل و انصاف کے ساتھ اپنی عمر بسر کی۔جو دن کے اوقات میں بھی احکام الٰہی کے تابع رہے اور رات کی تاریکیوں میں بھی سجدہ وقیام میں اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے اور دعائیں کرتے رہے۔قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند کرتے ہوئے انہیں ساتویں آسمان پر جگہ عنایت فرمائے گا یعنی و ہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ رکھے جائیں گے۔کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتویں آسمان پر ہی ہیں۔(مسنداحمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 207،208)۔اس کی طرف رسول کریم ﷺ نے اس حدیث میں بھی اشارہ

فرمایاہے کہ اِذَا تَوَاضَعَ الْعَبْدُ رَفَعَہُ اللّٰہُ اِلَی السَّمَآءِ السَّابِعَۃِ(کنزالعمال جلد 2صفحہ52)کہ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتاہے تو اللہ تعالیٰ اسے ساتویں آسمان میں جگہ دیتاہے۔چونکہ ان لوگوں نے خدا کے لئے ھَوْن اور تَذَلُّل اختیار کیا ہوگا اس لئے خداتعالیٰ بھی انہیں سب سے اونچا مقام رفعت عطا فرمائے گا اور انہیں منازل قرب میں سے سب سے اونچی منزل عطا کی جائے گی۔ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 597)

حضرت خلیفہ المسیح الثالثؒ

حضرت خلیفہ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔

''اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں کا وارث بننا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعے ہمیں دیئے گئے ہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے مقام عبودیت کو پہچانتے رہیں اور عجز و فروتنی کے ساتھ اپنے آپ کو لاشئ محض جانتے ہوئے اپنے خیالات و خواہشات کو مٹاکر محض اللہ تعالیٰ کی رضاکی خاطر خدمت کرتے چلے جائیں اوراپنے آپ کو اتنا حقیر جانے کہ کسی اور چیز کو اتنا حقیر نہ سمجھتے ہوں۔اگرہم اپنے اس مقام کو پہچاننے لگے تو ہمارا خدا جو بڑا دیالو خدا ہے ہمیں اپنے فضل سے بہت کچھ دے گا۔انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طورپر بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک سیکنڈ کے لئے بھی تمہارے اندر کبر اور غرور پیدا نہ ہو۔تمہارے سر عاجزی سے ہمیشہ خداتعالیٰ کے آستانہ پر جھکے رہیں۔خدا کرے کہ جس غرض کے لئے اس نے ایک احمدی کو پیدا کیا ہے وہ ہمیشہ اس کی آنکھوں کے سامنے رہے۔''

(حیاتِ ناصر جلد اول صفحہ نمبر 648تا 651)

ساتویں شرط

''ساتویں شرط یہ ہے کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔''

(حیاتِ طیبہ صفحہ نمبر 70)

حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس کی تشریح میں حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

”توبہ ایک ایسی چیز ہے جس کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے کہ ہم نے بیعت کرتے ہوئے یہ شرط تسلیم کی ہے کہ تکبر نہیں کریں گے، نخوت نہیں کریں گے، بکلی چھوڑ دے گے۔یہ اتنا آسان کام نہیں ہے اس کی مختلف قسمیں ہیں۔مختلف ذریعوں سے انسانی زندگی پر شیطان حملہ کر تارہتا ہے۔بہت خوف کا مقام ہے۔اصل میں اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہو تو اس نے بچاجا سکتاہے۔لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے اس ساتویں شرط میں ایک رستہ رکھ دیا ہے۔فرمایا کیونکہ تم تکبر کی عادت کو چھوڑو گے تو جو خلا پیداہو گا اس کو اگر عاجزی اور فروتنی سے پر نہ کیا تو تکبر پھر حملہ کرے گا اس لئے عاجزی کو اپناؤ کیونکہ یہی راہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

(خطباتِ مسرور جلد اول صفحہ نمبر 270،271)

”عاجزی اور انکساری ایک ایسا خلق ہے جب کسی انسان میں پیدا ہو جائے تو اس کے ماحول میں اور اس سے تعلق رکھنے والوں میں باوجود مذہبی اختلاف کے جس شخص میں یہ خلق ہو اس پر انگلی اٹھانے کا موقعہ نہیں ملتا بلکہ اس خُلق کی وجہ سے لوگ اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں، اس سے تعلق رکھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2جنوری2004ء خطباتِ مسرور جلد نمبر 2صفحہ نمبر 4)

اے کرم خاک چھوڑ دے کبر وغرور کو

زیبا ہے کبر حضرت رب غیور کو

سیرت الانبیاء والخلفاء

اب خاکسار مختلف انبیاء و خلفاء کی سیرت پر عجز و انکساری کے پہلوکے لحاظ سے روشنی ڈالتاہے تا وہ نمونہ جو انہوں نے ہمارے سامنے رکھا ہے، واضح ہو جائے اور ہم اس پر عمل کر کے خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے والے ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

آپ کو وہ مقام حاصل تھا کہ اگر اس مقام پر کوئی دنیاوی شخص مقدرت رکھتا تو وہ ضرور غرور و تکبر میں بہت بڑھ جاتا مگر آپ انبیاء کی خاص صفات کے تحت عاجزی و انکساری کے پیکر تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو احیائے موتی کی حقیقت سے آگاہ فرمایا (البقرہ:261) لوگوں میں حج کا اعلان کرنے کا ارشاد خداوندی ہوا (الحج :28) اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلیل اللہ قرار دیا (النسائ: 126) آپ کو زمین و آسمان کی ملکوت کا نظارہ کرا یا گیا (الانعام:76) ابراہیم حنیف کہا گیا(البقرہ:136، آل عمران:96،68)آپ کو بھی اسوہ حسنہ قرار دیا گیا (الممتحنہ :5) اور ابراہیم کے مقام کو اپنی نمازوں میں اپنانے کا حکم دیا گیا (البقرہ: 126) ان تمام خوبیوں کے ہوتے ہوئے بھی آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت درجہ برد بار اور نرم دل تھے اور کسی قسم کا تکبر آپ میں نہ پایا جاتا تھا۔اور ایک حکم الٰہی پر اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔(الصافات:104) اور موقع موقع پر دعائیں کرتے رہے (الشعراء : 84تا84، ابراہیم: 36،البقرہ:130،127)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ ایک عاجز اور اللہ تعالیٰ برگزیدہ نبی اور پیغامبر تھے اور توحید کے قیام کے لئے اپنی قوم کی طرف مبعوث کئے گئے تھے۔بن باپ پیدائش کا عظیم الشان نشان آپ کے لئے خاص کیا گیا(آل عمران :48،مریم:22،21) پنگھوڑے میں کلام کا نشان (آل عمران:47) رسول اللہ اور کلمۃ اللہ کہا گیا (النساء : 172) روح القدس سے تائید یافتہ قرار دیا گیا (البقرہ: 254،88، المائدہ :111) تورات کی پیشگوئیوں کے مصدق و مصداق تھے۔خلق طیر، مبروص اور اندھوں کو شفا دیا اور مردوں کو زندہ کیا (آل عمران : 51،50،المائدہ :111) ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے بھی آپ اپنے حواریوں سے فرماتے ہیں کہ ”من انصاری الی اللہ “ (آل عمران : 53،الصف:15)

رسول کریم ﷺ

وہ تو ابراہیم علیہ السلام تھے

ایک دفعہ کسی نے آنحضرت ﷺ کو یاخَیرُ الْبَرِیَّہ کہہ دیا (یعنی اے مخلوق کے بہترین وجود) توآپؐ نے فرمایا وہ تو ابراہیم علیہ السلام تھے۔عاجزی کی انتہا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر 3 صفحہ 178)

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ

حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

''آپ نے اپنے زبردست مقام کے بارے میں اعلان فرمایا ہے کہ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ۔یعنی پہلی بات تو یہ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ۔اور پھر ساتھ ہی عاجزی کا بھی ایسا اعلیٰ نمونہ دکھایا ہے کہ پھر فرما رہے ہیں وَلَا فَخْرَ۔کہ میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور یہ بہت بڑا اعلان ہے لیکن عاجزی کی انتہا کہ مگر کوئی فخر نہیں کرتا۔اس میں مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔(مسند احمد بن حنبل جلد 3صفحہ 2 مطبوعہ بیروت)''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2جنوری2004ئخطباتِ مسرور جلد نمبر 2صفحہ نمبر 6)

عاجزی کے پیکر اعظم

آنحضرت ﷺ جب دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے وہ دن آپ کے لئے بہت خوشی اور مسرت اور عظمت کے اظہار کا دن تھا، مگر حضور ﷺ خدا کے ان فضلوں کے اظہار پر خدا کی راہ میں بچھے ہوئے جاتے تھے۔خدا نے جتنا بلند کیا آپ انکساری میں اور بڑھتے جارہے تھے یہاں تک کہ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کا سر جھکتے جھکتے اونٹ کے کجاوے سے جا لگا اور آپؐ اللہ کے نشانوں پر اس کی حمد و ثناء میں مشغول تھے۔

(سیرۃالنبی ابن ہشام باب وصول النبی الی ذی طوی جلد 2صفحہ نمبر 405)

نہیں تم ایسا ہی اور پتھر اٹھا لاؤ

مسجد قبا کی تعمیر میں آپ نے خود صحابہ کے ساتھ مزدوروں کی طرح حصہ لیا۔روایت ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا۔قریب کی پتھریلی زمین سے پتھر جمع کر کے لاؤ۔پتھر جمع ہوگئے تو حضور ﷺ نے خود ایک خط کھینچااور خود اس پر پہلا پتھر رکھا۔پھر بعض بزرگ صحابہ سے فرمایا اس کے ساتھ ایک ایک پتھر رکھو۔پھر عام اعلان

فرمایا کہ ہر شخص ایک ایک پتھر رکھے۔صحابہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ خود بھاری پتھر اٹھا کر لاتے یہاں تک کہ جسم مبارک جھک جاتا۔پیٹ پر مٹی نظر آتی۔صحابہ عرض کرتے کہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ یہ پتھر چھوڑ دیں ہم اٹھا لیں گے مگر آپ فرماتے۔نہیں تم ایسا ہی اور پتھر اٹھا لاؤ۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد 24 صفحہ نمبر 318 مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ)

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک وقت مجھ پر ایسا تھا کہ چند سکوں کے عوض اہلِ مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔
(بخاری کتاب الاجارۃ)

میں تو ایک قریشی کا بیٹا ہوں

ایک دفعہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو تھر تھر کانپنے لگا اس پر آپؐ نے فرمایا:ڈرو نہیں میں کوئی بادشاہ بلکہ میں تو ایک قریشی کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔
(الشفاء للقاضی ابی الفضل عیاضؒ)

میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں خود کو تم سے ممتاز کروں

ایک سفر کے دوران کھانا تیار کرنے کے لئے صحابہ نے اپنے درمیان کام تقسیم کر لئے۔رسول کریم ﷺ نے جنگل سے لکڑیاں اکٹھا کرنے کا کام اپنے ذمہ لے لیا۔صحابہ نے عرض کیا کہ ہم یہ کام بھی کر لیں گے تو آپ نے فرمایا : میں جانتاہوں تم یہ کام بھی کر سکتے ہو مگر میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں خود کو تم سے ممتاز کروں اورالگ رکھوں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس آدمی کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ہمراہیوں سے ممتاز بنتاہے۔

(شرح المواہب اللدنیہ جلد 4 صفحہ نمبر265)

جنگِ خندق

جنگِ خندق کی تیاری کے سلسلے میں صحابہ خندق کھودنے میں مصروف تھے۔حضور ﷺ بیشتر وقت خندق کے پاس سے گزرتے اور بسا اوقات خود بھی صحابہ کے ساتھ مل کر کھدائی اور مٹی اٹھانے کا کام کرتے تھے اور صحابہ کی ہمت افزائی کے لئے اشعار پڑھنے لگتے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق)

دنیا میں جو بلند ہوتاہے بالآخر اللہ تعالیٰ اس کے غرور کو توڑنے کے لئے اسے نیچا دکھاتاہے۔

حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ایک اونٹنی کا نام عضباء تھا۔ وہ کسی کو آگے نہیں بڑھنے دیتی تھی۔دوڑ میں سب سے آگے رہتی۔ایک دفعہ ایک دیہاتی نوجوان آیا۔اس کی اونٹنی دوڑ میں سب سے آگے نکل گئی۔مسلمانوں کو اس کا بہت افسوس ہوا کہ ایک دیہاتی کی اونٹنی آنحضرت ﷺ کی اونٹنی سے آگے بڑھ گئی۔حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے لوگوں کے اس افسوس کو بھانپ کر فرمایا۔اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ دنیا میں جو بلند ہوتاہے بالآخر اللہ تعالیٰ اس کے غرور کو توڑنے کے لئے اسے نیچا دکھاتاہے۔ (بخاری کتاب الجہاد باب ناقۃ النبی ﷺ)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ کی عاجزی و انکسار کا تو یہ عالم تھا کہ جب لوگ آپؓ کی بطور خلیفہ تعظیم و توقیر کرتے تو آپ فرماتے مجھے لوگوں نے بہت بڑھا دیا ہے اور کوئی مدح و ستائش کرتا تو فرماتے اے خدا تو میرا حال مجھ سے زیادہ جانتاہے اور میں اپنی کیفیت ان لوگوں سے زیادہ جانتاہوں خدایا تو ان کے حسنِ ظن سے مجھے بہتر ثابت کر دے۔میرے گناہوں کو بخش دے اور لوگوں کی بے جا تعریف کا مجھ سے مواخذہ نہ کر۔

(سیرۃ الصحابۃ جلد اول مترجم صفحہ نمبر 88،89)

میں دوہوں گا

آپؓ اکثر اپنی بھیڑ بکریاں خود چراتے تھے اور روایت میں ہے کہ آپ محلہ والوں کی بکریاں دوہ دیا کرتے تھے۔جب آپ خلافت کے عہدہ پر سرفراز ہوئے تو وہ لڑکی جس کی آپ بکریاں دوہتے تھے پریشان ہوئی کہ اب کون

ہماری بکریاں دوہے گا تو آپؓ نے فرمایا کہ میں دوہوں گا امید ہے کہ خلافت مجھے مخلوق کی خدمت سے باز نہیں رکھے گی۔ (طبقات ابن سعد حصہ سوم مترجم صفحہ نمبر 50)

"آپ ایسا تکبر سے تو نہیں کرتے"

رسول کریم ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا جو لوگ کپڑا لمبا کرکے چلتے ہیں ان میں تکبر پایا جاتاہے۔حضرت ابو بکر صدیق ؓبھی کپڑا لمبا چھوڑا کرتے تھے آپؓ نے رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ابو بکر تم تکبر کرنے والوں میں سے نہیں ہو۔آپ ایسا تکبر سے تو نہیں کرتے۔

(بخاری کتاب المناقب ابی بکرؓ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عمرؓرسول کریم ﷺ کی دعا سے ایمان لائے تھے اور آپؓ کا وہ رعب و دبدبہ تھا کہ بڑے بڑے جنگجو بھی آپؓ کا نام سن کر کانپنے لگتے تھے اور آپ کی عجز و انکساری کا یہ عالم تھاکہ معمولی انسان جیسا حلیہ تھا سر پر پھٹا پرانہ عمامہ ، پاؤں میں پھٹی ہوئی جوتیاں ہوتی تھیں۔

میں تمہیں اپنی وجہ سے تکلیف نہیں دے سکتا

"ایک دفعہ آپؓسر پر چادر ڈال کر باہر نکلے۔ایک غلام کو گدھے پر سوار جاتے دیکھا۔چونکہ تھک گئے تھے اس لئے اپنے ساتھ بٹھانے کے درخواست کی۔اس کے لئے اس سے زیادہ کیاشرف ہو سکتاتھا۔فوراًاتر پڑا اور گدھا سواری کے لئے آپ کو پیش کر دیا۔حضرت عمرؓنے کہا میں تمہیں اپنی وجہ سے تکلیف نہیں دے سکتا ،تم جس طرح سوار تھے سوار رہو میں تمہارے پیچھے بیٹھ لوں گا۔غرض اسی حالت میں آپ مدینہ کی گلیوں میں داخل ہوئے۔لوگ امیر المؤمنین کو ایک غلام کے پیچھے دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے۔

(بخاری کتاب المناقب بحوالہ سیر الصحابہ جلد اول صفحہ نمبر 167)

بے تاج بادشاہ

عموما جب بادشاہ سفر کیا کرتے ہیں تو اپنے ساتھ دنیا کی تمام نعمتیں رکھا کرتے ہیں مگر حضرت عمر سفر کے لئے نکلتے یا جنگ کے لئے روانہ ہوتے نہایت عاجزی کو مد نظر رکھتے۔

"چناچہ روایت میں آتاہے کہ آپ مکہ اور بہت سارے شہروں کی طرف جب سفر کرتے تو کبھی خیمہ یا شامیانہ ساتھ نہیں رکھتے تھے بلکہ کسی درخت پر ڈال دی اور اس کے سایہ میں جگہ ہموار کر کے پڑے رہتے۔رات اسی طرح قیام کرتے اور صبح سفر پر نکل پڑتے۔"

(الفاروق از علامہ شبلی نعمانی صفحہ نمبر 347)

مجھ سے بڑھ کر کون غلام ہو سکتا ہے۔

روایت میں آتاہے کہ ایک دن صدقہ کے اونٹوں کے بدن پر تیل مل رہے تھے۔ایک شخص نے کہا امیر المؤمنین یہ کام کسی غلام سے کروا لیا ہوتا فرمایا مجھ سے بڑھ کر کون غلام ہو سکتا ہے۔جو شخص مسلمانوں کا والی ہے وہ ان کا غلام بھی ہے۔" (بحوالہ سیرۃ الصحابہ جلد اول صفحہ نمبر 167)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ

حضرت عثمانؓ گو مالدار تھے مگر اپنے اوپر زیادہ خرچ نہیں کیا کرتے تھے۔فنز ایک خوش وضع رومی کپڑا تھا امیر تو امیر عام لوگ بھی اسے استعمال کرنے لگے تھے۔مگر آپؓ نے خود کپڑے کو استعمال فرمایا اورنہ اپنے گھر میں دیا۔

(سیر الصحابہ جلد اول صفحہ نمبر 241)

الھم انی اول تائب تاب الیک

جب کوئی آپؓ سے سخت کلامی کرتا تو آپؓ اسے نرمی سے جواب دیتے اور سختی کرنے کی طاقت ہونے کے باوجود نرمی سے پیش آتے چناچہ ایک دفعہ آپؓ جمعہ کے روز منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک کونے سے آواز آئی عثمان توبہ کر اور اپنی بے اعتدالیوں سے باز آ۔حضرت عثمانؓ نے اسی وقت قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر کہا : الھم انی اول تائب تاب الیک یعنی میں اے خدا پہلا توبہ کرنے والا ہوں جس سے تیری درگاہ میں رجوع کیا۔

(طبری بحوالہ سیر الصحابہ جلد اول صفحہ نمبر 442)

حضرت علی رضی اللہ عنہ

آپؓ کے عجز و انکسار کا یہ عالم تھا کہ ایک روز رسول کریم ﷺ آپؓ کو ڈھونڈتے ہوئے مسجد نبوی میں تشریف لائے تو دیکھا کہ مسجد کے کچے فرش پر حضرت علیؓ سوئے ہوئے تھے اور جسم خاک آلود تھا۔حضور ﷺ نے آپ کے جسم سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا "اجلس یا ابا تراب"

(بخاری کتاب المناقب باب مناقب علی جلد دوم مترجم صفحہ نمبر 451)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آپؑ اپنے ایک کلام میں،شعروں میں فرماتے ہیں۔

کون کہتا ہے کہ نالائق نہیں ہوتا قبول

میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار

تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے میرے قدیر

کس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعت قرب و جوار

مساوات کا بے مثال نمونہ

مرزا اسماعیل بیگ کی روایت ہے کہ:۔

"حضرت اقدس مسیح موعودؑ جب بھی بعثت سے قبل والد بزرگوار کے ارشاد پر مقدمات کی پیروی کے لئے جایا کرتے تو سواری کے لئے گھوڑا بھی ساتھ ہوتا تھا اور میں بھی عموماً ہمرکاب ہوتا تھا۔لیکن جب آپ چلنے لگتے تو آپ پیدل ہی چلتے اور مجھے گھوڑے پر سوار کرادیتے۔میں بار بار انکار کرتا اور عرض کرتا کہ حضور مجھے شرم آتی ہے تو آپؑ

فرماتے ہم کو پیدل چلتے ہوئے شرم نہیں آتی تم کو سوار ہوتے ہوئے کیوں شرم آتی ہے اور جب قادیان سے چلتے تو ہمیشہ مجھے پہلے سوار کراتے جب نصف سے کم یا زیادہ راستہ طے ہوجاتا تومیں اتر پڑتا اور آپؑ سوارہوجاتے۔"

(حیاتِ طیبہ صفحہ نمبر 16از شیخ سوداگر مل)

مجھے اس بات کی ہرگز تمنا نہ تھی

جب آپؑ کو الہاماً بتایا گیا کہ آپؑ ہی وہ مسیح موعود اور مہدی موعود ہیں جس کا پوری دنیا انتظار کر رہی تھی تو اس بات نے آپؑ کو مزیدعاجزی و انکساری میں بڑھا دیا چناچہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

"اسی طرح صدہا نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اس بات پر مجبور کر دیا کہ میں اپنے تیئں مسیح موعود مان لو۔میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو مجھے اس بات کی ہرگز تمنا نہ تھی۔میں پوشیدگی ہجرے میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ ہی مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے تلاش کرے۔اس نے گوشہٗ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔میں نے چاہا کہ میں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں۔ مگر اس نے کہا کہ میں تجھے تمام دنیا میں عزت ساتھ شہرت دوں گا۔" (روحانی خزائن جلد نمبر 22صفحہ نمبر 153)

میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓفرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے مزاج میں وہ تواضع اور انکسار اور ہضمِ نفس ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔زمین پر آپ بیٹھے ہوں اور لوگ فرش پر یا اونچے بیٹھے ہوں آپ کا قلب مبارک ان باتوں کو محسوس نہیں کرتا۔ چار برس کا عرصہ گزرتا ہے کہ آپ کے گھر کے لوگ لدھیانہ گئے ہوئے تھے جون کا مہینہ تھا۔اندر مکان نیانیا بنا تھا۔ میں دوپہر کے وقت وہاں چارپائی بچھی ہوئی تھی پر لیٹ گیا۔حضرت ٹہل رہے تھے۔میں ایک دفعہ جاگاتو آپ فرش پر میری چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔میں ادب سے گھبرا کے اٹھ بیٹھا۔آپؑ نے بڑی محبت سے پوچھا آپ کیوں اٹھے

ہیں۔میں نے عرض کیا کہ آپ نیچے لیٹے ہوئے ہیں اور میں ایسے سوئے رہوں۔یہ سنکر فرمایا میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا لڑکے شور کرتے تھے میں انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آوے۔“

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از مولوی عبدالکریم سیالکوٹی صاحبؓ صفحہ نمبر 40)

میں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرہ بھی ترجیح نہیں دیتا

”اللہ تعالیٰ بہتر جانتاہے کہ میں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرہ بھی ترجیح نہیں دیتا۔میرے نزدیک متکبر سے زیادہ کوئی بت پرست اور خبیث نہیں۔متکبر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا۔بلکہ وہ اپنی پرسیش کرتاہے۔“

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از مولوی عبدالکریم صاحبؓ صفحہ نمبر 41)

رہائشِ غلام مصطفی

عرفانی صاحبؓ لکھتے ہیں:۔

”حضرت اقدس اس موقع (مباحثہ آتھم۔ناقل) پر کوٹھے پر دیوار کے ساتھ سایہ میں ایک معمولی چٹائی بچھاکر بیٹھے ہوئے تھے اور کاغذات کو پڑھ رہے تھے۔اس چٹائی پر کوئی دری کوئی تکیہ کچھ بھی نہ تھا۔وہ اتنی بڑی بھی نہ تھی کہ اگر آپ لیٹنا چاہتے تولیٹ سکتے۔“

مزید لکھتے ہیں:۔

”اسی موقعہ پر ایک اور دن مجھے اورمیاں اللہ دین صاحب کو اس مکان میں اندرجانا پڑا توآپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اوروہ اتنی چوڑی تھی کہ آپ کانیچے کا جسم گھٹنوں تک زمین پر تھا۔مگر آپ نہایت بے تکلفی اورسادگی سے اس پر لیٹے ہوئے اٹھ بیٹھے۔“

(سیرت مسیح موعودؑ از عرفانی صفحہ نمبر 330)

یہی کافی ہیں

جنگِ مقدس کے دوران آپؓ شیخ نور احمد صاحبؓ کے گھر تشریف فرما تھے۔ایک روز کھانا ختم ہو گیا۔حضورؓ نے استفسار فرمایاتو حضورؓ کے سامنے صورتحال پیش کی گئی۔آپ نے فرمایا کہ اس قدر گھبراہت اور تکلیف کی کیا ضرورت ہے۔دسترخوان میں دیکھ لو کچھ بچا ہوا ہو گا۔وہی کافی ہے۔دسترخوان کو دیکھا گیا تو اس میں روٹیوں کے چند ٹکڑے تھے آپ نے فرمایا۔یہی کافی ہیں۔ان میں سے ایک دو ٹکڑے لے کر کھا لئے اور بس۔

(سیرت مسیح موعودؑ از عرفانی صفحہ نمبر 333)

تھکے ہوئے ہو سو جاؤ

آپ کے ایک خادم مفتی فضل الرحمن صاحب گورداسپور سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خط لے کر حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو شربت پلانے کے لئے ان کے لئے شربت لینے گئے۔گرمی کا موسم تھا تومفتی صاحب سو گئے توحضرت مسیح موعودؑ نے واپس آکر ان کو پنکھے سے ہوا دینا شروع کر دی۔وہ گبھرا کر اٹھے اور بہت شرمندہ ہوئے توحضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ تھکے ہوئے ہو سو جاؤ پھر آپ نے ان کو شربت پلایا۔“

(سیرت مسیح موعودؑ از عرفانی صفحہ نمبر 338)

باباجی کو بہت تکلیف ہوتی ہے میں خود ہی ان کے پاس چلا آتاہوں۔

ایک دفعہ قندھار یا ھرات سے کچھ پٹھان حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔پٹھان نے آگے بڑھ کر حضور کے ہاتھوں کو بوسہ دیا تو حضورؑ نے فرمایا کہ ایسی تعظیم کسی انسان کے لئے جائز نہیں۔انہی دنوں میں پھر ایک اور بزرگ حضورؑ کی زیارت کے لئے تشریف لائے جن سے چلا بھی نہ جاتاتھا۔تو حضور نے فرمایا! باباجی کو بہت تکلیف ہوتی ہے میں خود ہی ان کے پاس چلا آتاہوں۔ (اخبار الحکم 26مئی 1935ئ)

حضرت خلیفہ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

پر شوکت اور نورانی چہرہ

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ فرماتے ہیں:۔

''قادیان میں جب کوئی شخص باہر سے آتا ہے اور حضرت خلیفہ المسیح کو اس کی آنکھیں تلاش کرتی ہیں تو وہ اس کے دربار میں پہنچ کر سخت حیران ہو جاتا ہے جب دیکھتا ہے کہ معمولی چٹائیوں پر بہت سے لوگ بیٹھے ہیں۔ان میں بظاہر کسی قسم کا امتیاز مسند وہ پائیں کا نظر نہیں آتا۔وہ اتنا تو دیکھتا ہے کہ ایک وجیہ پر ہیبت اور پرنور بوڑھا ان میں موجود ہے مگر اس کا لباس نشت و برخاستن، اس کا اپنے خدام سے اندازِ گفتگو ایسا نہیں جس سے وہ سمجھ سکے کہ یہ نورانی وجود مسندِ خلافت پر بیٹھاہوا ہے۔وہ نہایت سادگی اور بے تکلفی کے ساتھ جب مریضوں کے ہجوم کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ہر قسم کے میلے کچیلے اور بدبودار کپڑے پہنے ہوئے مریضوں کی تشخیص کرتااور علاج بتاتا ہے۔انہی میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو کئی قسم کے مذہبی سوال کرتے ہیں اوران کا جواب بھی وہ اسی منہ سے سنتے ہیں۔تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوتا ہے جس وجود کو آنکھیں ڈھونڈ رہی تھیں وہ یہی ہے، اس وقت دیکھنے والے کا تعجب اور بھی بڑھ جاتا ہے اور اسے دربارِ خلافت کا نقشہ نظر آجاتا ہے۔ہمارا خلیفہ اور موجودہ امام نہایت سادہ مزاج اور نہایت ہی بے تکلف امام ہے۔وہ ادنیٰ سے اعلیٰ سے ایسے طور پر کلام کرتا ہے کہ ہر شخص یقین کرتا ہے کہ جو محبت اور بے تکلفی اس کے ساتھ ہے شاید کسی اور کے ساتھ نہ ہو۔مگر یہ غلطی ہے جو سب کے ساتھ وہی ہمدردی اور محبت رکھتا ہے اور اس کی اندرونی اور بیرونی نشست میں سادگی ہی سادگی ہے اس کے کھانے میں اس کے پہننے میں بھی سادگی ہے۔غرض اس کو عام لوگوں میں سے جو چیز ممتاز کرتی ہے وہ اس کا پر شوکت اور نورانی چہرہ اور اس کی عام ہمدردی اور خدمتِ دین ہے جس میں تمام وقت وہ مصروف رہتا ہے۔''

(حیاتِ نور صفحہ نمبر 437،438)

حضرت خلیفہ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

شہادت حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ

حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ لکھتی ہیں:۔

''آپ کو کسی کام سے عار نہیں تھا۔سفروں میں برتن بھی دھولیتے ،کپڑے ،بستروغیرہ بچھاتے،باہر سے سامان اٹھا کر لے آتے، مہمانوں کو کھانا خود اٹھا کر دیتے۔اپنے رومال ، بنیان ، جراب وغیرہ دھولیتے۔''

(سوانح فضلِ عمر جلد پنجم صفحہ نمبر 266)

شہادت حضرت سیدہ مہر آپاؓ صاحبہ

حضرت سیدہ مہر آپاؓ حرم خلیفہ المسیح الثانیؓ پکنک وغیرہ کے حوالہ سے بیان کرتی ہیں:۔

''عملہ کا خود اس طرح خیال رکھتے کہ اپنے ہاتھ سے کھانا خود برتنوں سے نکالتے اورہر شخص کو دیتے اور ان کا اس حد تک خیال رکھتے کہ کھانے کے تمام لوازمات میں ایک ایک چیز عملہ کے ہر فرد تک پہنچ جائے۔''

(سوانح فضلِ عمر جلد پنجم صفحہ نمبر 374)

حضرت خلیفہ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول تحریک جدید لکھتے ہیں:۔

''حضور صدر مجلس انصار اللہ ہونے کے باوجود نمازوں میں امامت دوسروں سے کرواتے اور نمائش سے کوسوں دور رہتے۔اپنی گاڑی خود ڈرائیو کرتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک مرتبہ دورانِ سفر عاجزنے دیکھا کہ آپ کو جو بچہ بھی نظر آتا اس کو سلام کرتے خواہ وہ کسی مذہب سے بھی تعلق رکھتاہو۔''

امتیازی جگہ سے انکار

ایک مرتبہ ساہیوال میں اجتماع انصاراللہ تھا جس میں حضور انور نے بحیثیت صدر مجلس انصار اللہ شرکت فرمائی ۔رات کے وقت سونے کے لئے چارپائیوں کا اہتمام ہوا تواس میں حضورؒ نے کسی امتیازی جگہ کو قبول نہ فرمایا۔۔۔۔۔۔۔۔ہمارے محبوب عالی مقام کا یہی عجزو انکسار تھا جو آپ کو رفعتوں کی بلندیوں تک پہچانے کا موجب ہوا۔یہاں تک کہ آپ مستقبل میں خلیفہ ذوالقرنین قرار پائے۔ (حیاتِ ناصر جلد اول صفحہ نمبر 314)

حضرت خلیفہ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ

حضورؒ کی تمام زندگی عاجزی و انکساری کے مضمون کو کھول کر بیان کرتی ہے۔آپ کو خدا تعالیٰ نے بہت ترقیات عطا فرمائیں اور ہر موقعہ پر اپنی تائیدات کے نظارے کروائے جس سے آپ عجز و انکسار کے میدان میں اور ترقی کر گئے۔خلافت سے قبل کی زندگی میں بھی اس کا نمونہ ملتاہے۔آپؒ سائیکل پر احمد نگر جایا کرتے تھے اور اسی سائیکل پر اپنی زوجِ محترمہ کو بٹھا کر دوسرے رشتہ داروں کے ہاں لے جایا کرتے تھے اور وہ ایک نیلے رنگ کی پرانی سی سائیکل تھی۔

حضور کسی کام میں عار نہیں سمجھتے تھے اور بہت محنت کیا کرتے تھے۔ناشتہ خود تیار کیا کرتے تھے اور مہمانوں کے آنے پر ان کے لئے تمام انتظام خود کرتے تھے اور اپنی بیوی کو نہ جگاتے تھے۔(ماہنامہ خالدسیدنا طاہر نمبر صفحہ نمبر 48) سفر کے دوران کسی بڑے ہوٹل میں قیام کی بجائے عام سے ہوٹل میں قیام فرماتے اور وہیں سے کھانا کھاتے ۔اسی طرح خدام کے وضو کرنے کے دوران ان کے کوٹ وغیرہ پکڑ کے تشریف فرما رہتے اور اگر تولیہ میسر نہ ہوتا تو عام چادر وغیرہ سے صاف فرما لیتے (ماہنامہ خالدسیدنا طاہر نمبر صفحہ نمبر 88) روٹی کی ٹکڑے کھانے میں کوئی مضائقہ نہ سمجھتے تھے۔(ماہنامہ خالدسیدنا طاہر نمبر صفحہ نمبر 172) اسی طرح اپنے ساتھ کام کرنے والے کارکنان کو باوجود اصرار کرنے کے اپنی سائیکل پر سوار کر لیتے اور خود سائیکل چلاتے(ماہنامہ خالدسیدنا طاہر نمبر صفحہ نمبر 177) فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ میں کام نہیں کرتا جبکہ اگر زمینوں پر کوئی مزدوری پر نہ ملتا تو خود ڈرائیور کے ساتھ مل کر بوریاں اٹھا کر ٹریکٹر پر لادتا تھا۔(ماہنامہ سیدنا طاہر نمبر صفحہ نمبر 321)

حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

آپ عجز و انکساری کی ایک زندہ مثال ہیں جو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خلیفہ وقت کی شکل میں تمام دنیا کے لئے بطور نمونہ عطا فرمائی ہے۔آپ کی خلافت سے پہلے کی زندگی کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ عاجزی

و انکساری شروع ہی سے آپ کا وصف عام رہی ہے۔آپ قبل از خلافت افریقہ میں خدماتِ دینیہ میں مصروف تھے اور نہایت سادہ زندگی بسر کیا کرتے تھے اور جب ربوہ میں آپ ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کے عہدہ پر سرفراز ہوئے تو آپ کی عاجزی میں اوراضافہ ہو گیا اور باوجود اتنی شہرت کے گمنامی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے اور کسی قسم کی نمود و نمائش میں حصہ نہ لیتے اور اگر کسی مجلس میں بطور مہمانِ خصوصی کے تشریف لاتے تو چند ایک منٹ کا مختصر سا خطاب فرماتے اور نہایت عاجزی سے خلفائے احمدیت کا پیغام انہی کے الفاظ میں سامعین تک پہنچاتے۔

کمال عاجزی کا نمونہ

آپ کی عاجزی کا نمونہ آپ کے اس قول سے ملتاہے ، فرماتے ہیں:۔

”اب خدانے ایک ایسے شخص کو خلافت کے منصب پر فائز کیا کہ اگر دنیا کی نظر سے دیکھا جائے تو شاید دنیا کے لوگ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں۔اس کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہ کریں۔“

(خطباتِ مسرور جلد دوم صفحہ نمبر 351)

عاجزی اختیار کرنی چاہیے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”عاجزی اختیار کرنی چاہیے۔عاجزی کا سیکھنا مشکل نہیں ہے اس کا سیکھنا ہی کیا ہے۔انسان تو خود ہی عاجز ہے اور وہ عاجزی کیلئے ہی پیدا کیا گیا ہے۔{مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ} (اَلذّٰاریات:57)

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 232البدر 24 اپریل 1903ئ)

پھر آپ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:”انسان بیعت کنندہ کو اول انکساری اور عجز اختیار کرنی پڑتی ہے اور اپنے خودی اور نفسانیت سے الگ ہونے پڑتاہے تب وہ نشوونما کے قابل ہوتاہے لیکن جو بیعت کے ساتھ نفسانیت بھی رکھتاہے اسے ہر گز فیض حاصل نہیں ہوتا“۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 455، 6 نومبر 1903ئ)

چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے

ہو جائو خاک مرضیٔ مولیٰ اسی میں ہے

حصولِ عاجزی کی دعائیں

حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

”پھر آنحضرت ﷺ کی عاجزی کی ایک اور مثال دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور کس طرح عاجزانہ مناجات کرتے ہیں باوجود اس کے کہ آپ کو ہر طرح کی ضمانت اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھی، باوجود اس کے کہ آپ کو علم تھا کہ آپ کے پاس شیطان کا گزر نہیں ہوتا جیسا کہ فرمایا کہ میرا تو شیطان بھی مسلمان ہو گیا ہے۔لیکن پھر بھی کس خوف اور عاجزی سے مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ سے۔

روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات کی شام میں اس طرح دعا کی کہ:

اے اللہ! تو میری باتوں کو سنتا ہے اور میرے حال کو دیکھتا ہے میری پوشیدہ باتوں اور ظاہر امور سے تو خوب واقف ہے میرا کوئی بھی معاملہ تجھ پر مخفی نہیں میں ایک بدحال فقیر اور محتاج ہی تو ہوں تیری مدد اور پناہ کا طالب، سہما اور ڈرا ہوا اپنے گناہوں کا اقراری اور معترف ہو کر تیرے پاس چلا آیا ہوں۔میں تجھ سے عاجز مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں ہاں تیرے حضور میں ایک ذلیل گناہگار کی طرح زاری کرتا ہوں، ایک اندھے نابینے کی طرح ٹھوکروں سے خوف زدہ تجھ سے دعا کرتا ہوں میری گردن تیرے آگے جھکی ہوئی ہے اور میرے آنسو تیرے حضور بہہ رہے ہیں میرا جسم تیرا مطیع ہو کر سجدے میں گرا پڑا ہے اور ناک خاک آلودہ ہے۔اے اللہ تو مجھ اپنے حضور دعا کرنے میں بد بخت نہ ٹھہرا دینا اور میرے ساتھ مہربانی اور رحم کا سلوک فرمانا۔اے وہ جو سب سے بڑھ کر التجائوں کو قبول کرتا اور سب سے بہتر عطا فرمانے والا ہے میری دعا قبول کر لینا۔

(مجمع الزوائد ھیثمی مطبوعہ بیروت جلد نمبر 3 صفحہ 252)

تو اندازہ کریں کہ ان عاجزانہ دعائوں کا۔کیا ہم اس سے کم عاجزانہ دعائیں مانگ کر اللہ تعالیٰ کی بخشش کے طالب ہو سکتے ہیں۔ہمیں تو بہت بڑھ کر اپنی عاجزی کا اظہار کرنا چاہئے۔اصل میں تو یہ وہ طریقے ہیں یا اسلوب ہیں جو

آنحضرت ﷺ نے دعا کر کے ہمیں سکھائے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم بھی اس اسوۂ حسنہ پر چل کر اسی طرح عاجزی اور انکساری اختیار کرنے والے ہوں۔

پھر حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ میری مدد کر میرے خلاف کسی کی مدد نہ کرنااور میری نصرت کر اور میرے خلاف کسی کی مدد نہ کرنا،اور میرے حق میں تدبیر کر مگر میرے خلاف تدبیر نہ کرنااور مجھے ہدایت دے اور ہدایت کو میرے لئے آسان بنا دے اور مجھ پر زیادتی کرنے والے کے خلاف میری مدد کر اے اللہ مجھے اپنا بہت شکر کرنے والا کثرت سے ذکر کرنے والا اور بہت زیادہ ڈرنے والا بنا دے مجھے اپنا بے حد مطیع اپنی طرف انکساری کے سر تسلیم خم کرنے والا بہت نرم دل اور سچے دل سے جھکنے والا بنادے اے اللہ میری توبہ قبول کر اور میرے گناہوں کو دھو ڈال میری دعا قبول کر اور میری دلیل کو مضبوط بنا دے اور میری زبان کو بہتری بخش اور میرے دل کو ہدایت عطا کر اور میرے سینے کے کینے کو دور کردے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء النبی ﷺ)

وہ جو داعیان الی اللہ ہیں وہ بھی جب جائیں تو اس دعا کے ساتھ ان کو باہر نکلنا چاہئے۔

پھر فرمایا کہ اے اللہ میں تجھ سے ایسے دل سے پناہ مانگتا ہو ں جس میں عاجزی اور انکساری نہیں اور ایسی دعا سے پناہ مانگتا ہوں جو مقبول نہ ہو اور ایسے نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو۔اور ایسے علم سے جو کوئی فائدہ نہ دے میں ان چاروں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی جامع الدعوات عن رسول اللہ)"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2جنوری2004ئخطباتِ مسرور جلد نمبر 2صفحہ نمبر 4)

اختتام

اب میں موجودہ امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اقتباس سے اپنے مضمون کا اختتام کرتاہوں جس میں آپ نے افرادِ جماعت کو نصیحت فرمائی ہے اوراس حوالہ سے دعائیں کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

" تم عاجزی دکھانے والے تب شمار کئے جائو گے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے تب ہوگے جب تم اپنے سے نفرت کرنے والوں سے بھی محبت کرو، جب ضرورت ہوتو ان کے کام آئو اوران کے لئے دعا کرو۔اور پھر دوسروں کی غلطیوں کو معاف کرنے والے بنو۔غلطیوں کی وجہ سے کسی کے پیچھے نہ پڑ جائو۔اور ان کی تشہیر نہ کرتے پھرو۔کسی کی غلطی کو دیکھ کر دوسروں کو بتاتے نہ پھرو بلکہ پردہ پوشی کی بھی عادت ڈالو۔

پھر اس میں یہ بھی فرمایا کہ اپنے دل کو ٹٹولتے رہو،اس کو پاک رکھنے کی کوشش کرو، اپنا خود محاسبہ کرتے رہو۔کسی کے لئے بھی دل میں کینہ، نفرت، بغض، حسد وغیرہ نہ ہو۔کیونکہ اگر یہ چیزیں دل میں ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ دل بڑائی اور تکبر سے بھرا ہواہے اور اس میں عاجزی نہیں ہے۔پھر کسی کو اپنی باتوں سے دکھ نہ دو اور ہر ایک کی عزت کرو۔چاہے کوئی غریب ہو،فقیرہو، کم طاقت کا ہو یا ماتحت ہو یا ملازم ہو سب کی عزت کرو۔پھر سلام کہنے کی عادت ڈالو۔اس سے بھی معاشرے میں محبت اور بھائی چارے کی فضا پیدا ہوتی ہے اور عاجزی اور انکساری بڑھنے کے مواقع پیدا ہوتے ہیں،اپنے اندر بھی اور دوسرے ماحول میں بھی۔تو فرمایاکہ یہ کام تو بہت مشکل ہے اور یہ تب ہی کرسکتے ہوجب گویا کہ اپنے آپ کو مار لیا، اپنے نفس کو بالکل ختم کردیا۔اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں ہو سکتا اس لئے ہمیشہ اس کا فضل مانگتے رہو۔اس کے سامنے جھکے رہواوردعائیں کرتے رہو۔اللہ تعالیٰ ہمیں عاجزی اور انکساری کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2جنوری2004ء خطباتِ مسرور جلد نمبر 2صفحہ نمبر 20،21)

آخر پر میں دعا کرتاہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور عجز وانکساری کے ساتھ خدماتِ دینیہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا ہم ان فضلوں کے وارث ہوں جن کا خدا تعالیٰ نے وعدہ اپنے انبیاء کے ذریعہ کیا ہے۔اللہ کرے ایسا ہی ہو۔(آمین)

بدتر بنو ہرایک سے اپنے خیال میں

شاید اسی سے دخل ہو دار الوصال میں